السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میرا بہنوئی فوج میں ملازم تھا۔ فوج والوں نے اس کو پاگل قرار دے کر بورڈ کردیا۔ گھر میں اس کو باندھ کر رکھا گیا کہ اس کا دماغی توازن درست نہیں تھا۔ اگر اس کا دماغی توازن درست ہوتا ہے گھر میں کوئی نقصان نہیں کرتا۔ پھر اس کو فوج کے دفتر میں لے گئے، پنشن کے کاغذات پر دستخط کرنے کے لئے کہا گیا تو ہمارے بہنوئی نے دستخط کرنے کی جگہ طلاق کر لفظ لکھ دیا تھا اور کوئی نام نہیں لکھا۔ فوج والوں نے پھر اس سے دستخط نہیں کرائے۔ پھر ہماری بہن ہمارے گھر چلی آئی اور ہماری بہن نے کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ گواہ پوچھے تو اس نے ایک آدمی کا نام لیا۔ جس کا نام اشرف ہے ہمارے بہنوئی کے پڑوس میں رہتا ہے۔ تو محمد اشرف نے کہا کہ میں ہر وقت اور ہر جگہ یہ حلف دینے کو تیار ہوں کہ اس نے طلاق نہیں دی۔ ہم اپنی بہن کو کہتے ہیں کہ جا کر اپنا گھر آباد کرو تو وہ کہتی ہے کہ مجھے طلاق ہو چکی ہے۔ اس بات پر آٹھ ماہ گزر چکے ہیں۔ اب ہمارے پڑوس میں تین آدمیوں نے ایک مفتی کے پاس جا کر یہ بیان دیا ہے کہ ہمارے بہنوئی نے ان کے سامنے طلاق دی ہے۔ ان تینوں آدمیوں نے پہلے اپنے گھر ویران کئے ہیں۔ اس لئے ہم ان کی گواہی قبول نہیں کرتے۔ ادھر ہمارے بہنوئی نے بھی قسم اٹھائی کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ اور ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ جب میں بیمار تھا اس وقت کا مجھے پتہ نہیں۔ اب وہ تندرست ہے اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ آپ کتاب وسنت کے مطابق بتلائیں کہ یہ نکاح دوبارہ ہوگا یا پہلے نکاح میں گھر جائے گی، جب کہ ہمارے گاؤں کا مفتی کہتا ہے کہ یہ نکاح دوبارہ ہوگا؟ (سائل: محمد یوسف ولد میاں بھٹی۔ بمقام گھنگوال ڈاکخانہ خاص براستہ جھاوریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا۔ بذریعہ حضرت مولانا محمد شریف حصاروی بن محمد سلطان خطیب مسجد بیت الحمد ومدیر مدرسہ عمر بن الخطاب 2/34 شاہ فیصل ٹاؤن کورنگی نمبر 3 کراچی نمبر 31)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسؤلہ میں واضح ہو کہ اگر یہ بات درست، سچ اور واقعہ کے مطابق ہے کہ فوج کے محکمہ نے طلاق دہندہ کو پاگل قرار دے کر بورڈ کر دیا ہے تو ظاہر ہے کہ انہوں نے کوالیفائڈ ڈاکٹروں کے طبی معائنہ اور رپورٹ کے بعد ایسا کیا ہے جو اس بات کا قوی اور مظبوط ترین قرینہ اور ثبوت ہے کہ یہ شخص واقعی پاگل ہے اور اس کا دماغی توازت سچ مچ بگڑ چکا ہے اور پاگل اور دماغی مریض کا کوئی تصرف طلاق وغیرہ بالاتفاق علمائے شریعت شرعا معتبر نہیں کیونکہ وقوع طلاق کے لئے شوہر کا عاقل، بالغ اور ہر لحاظ سے بااختیار ہونا شرعا ضروری ہے۔ جب یہ تینوں شرطیں موجود ہوں گی ورنہ لغو اور باطل ہوگی۔ کیونکہ طلاق ان تصرفات میں سے ایک ایسا تصرف ہے جو زوجین کی زندگی پر گہرا اثر ڈالتا ہے اور گھمبیر نتائج پر مبنی ہوتا ہے۔ اس لئے طلاق کے وقت طلاق دہندہ کا لحاظ سے طلاق کا اہل ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اس کا یہ تصرف شرعا صحیح قرار پائے اور اہلیت کاملہ کے لئے عقل، بلوغ اور اختیار کامل کا ہونا ضروری ہے اگر ان تینوں میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو طلاق شرعا لغو قرار پائے گی۔

فاتفق العلماء علی أن الزوج، العاقل، البالغ، المختار ہو الذي یجوز لہ أن یطلق، وأن طلاقہ یقع فإذا کان مجنونا، أو صبیا أو مکرہا، فإن طلاقہ یعتبر لغوا لو صدر منہ، لان الطلاق تصرف من التصرفات التی لہا آثارہا و نتائجہا فی حیاة الزوجین، ولابد من أن یکون المطلق کامل الاہلیة، حتی تصح تصرفاتہ وإنما تکمل الاہلیة بالعقل والبلوغ، والاختیار (فتاوی نذیریہ ج3 ص73، فقہ السنة: ج2 ص211.)

علماء کا اتفاق ہے کہ وقوع طلاق کے لئے طلاق دہندہ کا عاقل، بالغ مکمل بااختیار ہونا ضروری ہے، وہ پاگل یا نابالغ اور یا وہ سچ مچ مکرہ (مجبور محض) ہو تو اس کی طلاق لغو یعنی غیر معتبر ہوگی۔ کیونکہ طلاق نج ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ طلاق دیتے وقت طلاق دینے والا ہر لحاظ کی اہلیت رکھتا ہو اور کامل اہلیت کے لئے عاقل، بالغ اور مختار ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يكبر، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ او يفيق (رواہ احمد والاربعة الا الترمذی وصححہ الحاکم واخرجہ ابن حبان، سبل السلام ج3 ص181.)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے۔ سوئے ہوئے سے جب تک وہ بیدار نہ ہو اور نابالغ بچے سے جب تک وہ بڑا نہ ہو جائے اور پاگل آدمی سے جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے یا اسکو افاقہ نہ ہو جائے۔''

امام محمد بن اسماعیل الامیر ایمانی اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں:

وفیہ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الثَّلَاثَةَ لَا يَتَعَلَّقُ بِهِمْ تَكْلِيفٌ، وَهُوَ فِي النَّائِمِ الْمُسْتَغْرِقِ إجْمَاعٌ وَالصَّغِيرِ الَّذِي لَا تَمْيِيزَ لَهُ وَفِيهِ خِلَافٌ إذَا عَقَلَ وَمَيَّزَ وَأَمَّا الْمَجْنُونُ فَالْمُرَادُ بِهِ زَائِلُ الْعَقْلِ فَيَدْخُلُ فِيهِ السَّكْرَانُ وَالطِّفْلُ كَمَا يَدْخُلُ الْمَجْنُونُ لِانْعِقَادِ الْإِجْمَاعِ عَلَى أَنَّ مِنْ شَرْطِ التَّكْلِيفِ الْعَقْلَ وَمَنْ لَا يَعْقِلُ مَا يَقُولُ فَلَيْسَ بِمُكَلَّفٍ (سبل السلام: ج3 ص181)

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ ان تینوں پر شرعی احکام لاگو نہیں ہوتے کیونکہ ان میں عقل مفقود ہوتی ہے۔ لہذا ان کے تصرفات طلاق وغیرہ بھی لغو ہوتے ہیں اور بالاجماع لغو ہوتے ہیں، تاہم بچے کے بارے میں اختلاف ہے۔''

امام محی السنۃ البغوی ارقام فرماتے ہیں:

واتفق اھل العلم علیٰ ان الطلاق الصبی والمجنون لایقع قال علی رضی اللہ عنہ الم تعلم ان القلم رفع عن ثلاثۃ عن المجنون حتیٰ یفیق و عن الصبی حتی یدرک و عن النائم حتی یستقظ ویرویٰ ھذا عن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع القلم عن ثلاث واخرجہ البخاری تعلیقا ۔ (شرح السنۃ ج5ص161)

مگر حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس روایت کا موقوف ہونا راجح ہے کہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ بچے اور پاگل کی طلاق واقع نہیں ہوتی ۔ حدیث رفع القلم عن ثلاثۃ اس کی دلیل ہے ۔

(.ابو ھریرہ رفعہ کل طلاق جائز الا طلاق المعتوہ والمغلوب علیٰ عقلہ (رواہ الترمذی : حدیث رقم 4397

قال عثمان لیس لمجنون ولالسکران طلاق صحیح البخاری ج2ص 793. رواہ البخاری تعلیقا ۔ حدیث رقم 4399۔جمع الفوائد ج1ص 676 ۔ وفی حدیث بریدۃ فی قصۃ ماعزانہ قال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طھرنی قال مما ؟ اطھرک قال من الزنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابہ جنون ؟ رواہ مسلم وفی لفظ البخاری ابک جنون ؟

حضرت ماعز لکھتے ہیں : نے عرض کیا کہ حضرت ! مجھے پاک فرمائے فرمایا کس چیز سے پاک کروں ؟ عرض کیا نازل کی نجاست سے تو آپ نے فرمایا یہ شخص میں

(.وفیہ دلیل علی ان الاقرار من المجنون لایصح وکذلک سائر التصرفات والانشات ولا احفظ فی ذلک خلافا (نیل الاوطار ج6ص 265،266

اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ پاگل کا اقرار شرعا صحیح نہیں اور یہی حکم ہے اس کے دوسرے تصرفات اور انشائی معاملات کا ۔ اس مسئلہ میں مجھے کسی کا خلاف یاد نہیں ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پاگل آدمی کی طلاق شرعا واقع نہیں تمام مذاہب اسلام کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے ۔ کسی نے اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا ۔ رہا آپ کی ہمشیرہ کا یہ اصرار کہ مجھے طلاق دے دی گئی ہے تو بظاہر اس کا یہ اصرار جذبات پر مبنی ہے اس کی کوئی شرعی حثیت نہیں اور رہی تین آدمیوں کی مفتی کے پاس طلاق کے ثبوت میں شہادت ۔ تو بلاشبہ اثبات کے گواہ نفی کے گواہوں پر مقدم ہوتے ہیں ۔ یعنی ان تینوں گواہوں کی گواہی طلا کے اثبات میں کافی ہوتی بشرطیکہ یہ گواہ عادل ہوتے ، مگر جیسا کہ آپ نے ان پر جرح کرتے ہوئے اپنے سوال نامہ میں لکھا ہے کہ یہ تینوں شخص اپنے گھر ویران کر چکے ہیں ۔ جیسا کہ خط کشیدہ تصریح اس بات پر دلالت کر رہی ہے ۔ لہذا اگر آپ کی یہ جرح حقیقت پر مبنی ہے تو ان کی یہ گواہی شرعا معتبر نہیں ۔ بلکہ کسی مفاد پر مبنی ہے ۔ بہر حال فوج کے افسران کا آپ کے بہنوئی کو بورڈ کر دینا بظاہر ایسا قوی قرینہ ہے کہ اس کے مقابلے میں آپ کی بہن کا جذباتی اصرار اور ان تینوں گواہوں کی شہادت شرعا معتر نہیں ۔ اور نکاح سابق شرعا بحال اور قائم ہے لہذا نئے نکاخ کی ہر گز ضرورت نہیں ۔ یہ ساری بحث تو اس صورت میں ہے کہ آپ کے بہنوئی نے جنون کی حالت میں لفظ طلاق لکھ دیا اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس نے لفظ طلاق سوچ سمجھ کر لکھا تھا اور اب مرض جنون کو بہانہ بنا رہا ہے تو اگر اس نے اس طلاق سے پہلے کبھی طلاق نہیں دی تو یہ اس کی پہلی رجعی طلاق ہے اور چونکہ اس طلاق پر آٹھ مہینے کا عرصہ گزر چکا ہے ۔ لہذا اب نیا نکاح پڑھنا ناگزیر اور شرعا ضرور ہے ۔ حلالہ وغیرہ کی قطعا ضرورت نہیں ۔

فیصلہ:

بشرط صحت سوال اگر واقعی افواج نے آپ کے بہنوئی کو طبی معائنہ کے بعد پاگل قرار دے کر بورڈ کر دیا تھا ۔ اور اس نے پنشن کے کاغذات پر بجائے دستخط کے طلاق کا لفظ لکھ دیا تھا بلا شبہ اس کس یہ طلاق شرعا لغو اور باطل ہے اور ہر گز معتبر نہیں ۔ ورنہ بصورت دیگر نکاح ثانی کرنا ضروری ہے ۔ مفتی کسی قانونی سقم اور عدالتی جھلمیوں کا ہر گز ذمہ دار نہ ہوگا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص818

محدث فتویٰ